Tauseeq, Volume. 5, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i1.31

Received: 30-04-2024
Accepted: 28-05-2024
Published: 30-06-2024

اسحاق وردگ کا ناسٹلجیا

Ishaq Wardag's Nostalgia

جویریہ*
ضیاءالرحمان

Abstract:

Literature is the reflection of life. The poet or writer reflects his culture and environment through his poetic creations. The resident of the city of flowers - Peshawar Ishaq Wardag, is also a renowned poet who has reflected the Pashtun's culture and society through his poetic words. In the article under study and review of the said poet, Ishaq Wardag has brought Nostalgia- the power of recollection is under consideration in his poetry. Nostalgia is a psychological term- the imaginative power which binds every soul with the events and memories of the past. A reliable central theme in Ishaq Wardag's poetry is the memories of the past. In his poetry, if on the one face he languashies and share his sorrows of being separated from friends , on the other hand, he is also sharing sobing laments over the fading civilization. He has a deep and great love for the memories of the past. Through these scattered memories, he organizes the dispersed ingridients of his life. The hues of his faded memories have decorated his odes like the natural rainbow.

Keywords:

Peotry, Nostalgia, Ishaq Wardag, Peshawar, Ode

---

* پی ایچ ڈی سکالر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
پی ایچ ڈی سکالر، جامعہ صوابی

مقالے کا موضوع: اس مقالے کا موضوع "اسحاق وردگ کا ناسٹلجیا" ہے۔ پہلے حصے میں ناسٹلجیا کو موضوع بنایا گیا ہے جب کہ دوسرے حصے میں اسحاق وردگ کی شاعری میں ناسٹلجیائی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

طریقہ کار: سب سے پہلے نفسیاتی کتب کی روشنی میں ناسٹلجیا کا مطالعہ کیا گیا اس کے بعد اسحاق وردگ کی شاعری میں اس رجحان اور اس کے پس پردہ محرکات کا جائزہ لے کر مثالیں پیش کی گئیں۔

خطہ پشاور علم نوازی اور مردم خیزی میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ شعر و ادب کا دامن اس شہر کے یگانہ روزگار اصحاب کمال کے تذکرے سے پُر ہے۔ شہر گل پشاور کے دامن کا ایک پھول اسحاق وردگ بھی ہے جن کی فکر و نظر کے حوالے نہ صرف ملک بھر کے تخلیق کاروں کے لئے بلکہ سرحد پار شعرا کے لئے بھی باعث استفادہ ہیں۔

ہر انسان کا ماضی سے گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے۔ ماضی کی یاد کی تتلی سدا سفر میں ساتھ رہتی ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل ایک ہی لڑی کی موتیاں ہیں، جن کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ اس لئے ماضی کو حال اور مستقبل سے الگ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسی کی بنیاد پر حال کی تشکیل اور مستقبل کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ نفسیات کی رو سے جب انسان حال کے مسائل سے بے حال ہو کر ماضی کی وادیوں میں گم ہو کر راحت و سکون محسوس کریں تو یہی ذہنی کیفیت ناسٹلجیا ہے۔ یعنی پیچھے مڑ جانے کی خواہش جب شدت پکڑ لے تو اسی کیفیت کو ناسٹلجیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ناسٹلجیا کی جامع تعریف تہمینہ ناز نے اس طرح کی ہے:

> ناسٹلجیا ماضی کی خوشگوار یادوں کا نام ہے۔ ایسی یادیں جن سے حال میں مسرور ہوا جاسکے۔ دیکھا جائے تو ناسٹلجیا حال کی گزشتہ تاریخ ہے۔ جو ماضی کی منتشر کہانیوں کو واضح اور مضبوط کر کے موجودہ لمحے میں زندہ کرتا ہے۔ یعنی ناسٹلجیا ماضی اور حال کے درمیان داخلی مکالمہ ہے اور اس مکالمے کا نتیجہ ماضی سے محبت ہے۔ حال کی ناآسودگی سے تنگ آ کر ماضی کی طرف سفر کرنے کی خواہش جب شدت اختیار کر جائے اور انسان ماضی کی خوشگوار یا ناخوشگوار یادوں میں وقت گزارنے میں راحت محسوس کرے تو اس کیفیت کو ناسٹلجیا کا نام دیا جاتا ہے۔"[1]

کسی زمانے میں اس کیفیت کو بیماری سمجھا جاتا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی و مفاہیم میں تبدیلی آتی گئی۔ روز آفرینش سے ہر فرد اسی کیفیت کا شکار ہے کیونکہ یہ ایک فطری رویہ اور عمل ہے۔ اسحاق ؔوردگ بھی اسی کیفیت سے دوچار ہیں۔ ان کی شاعری میں ناسٹلجیائی منظر نامہ یا اس سے جڑا احساس اپنے ہم زمانہ شعرا کی بہ نسبت زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ یاد انسانی شخصیت کی بنیادی اکائی ہے ہر ذی روح کا ماضی سے رشتہ ہوتا ہے لیکن تخلیقی اذہان عام افراد کی نسبت ماضی سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہوتے ہیں اور بار بار ماضی کی دھندلکوں میں پناہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ صرف ماضی کو کریدتے ہیں بلکہ گزرے لمحات کی بازیافت بھی چاہتے ہیں۔ اسحاق ؔوردگ چونکہ تخلیقی ذہن کے مالک ہیں اس لئے اکثر اوقات ناسٹلجیائی کیفیت کا شکار رہتے ہیں۔ دل کے نگار خانے پر نظر ڈال کر پرانی یادوں کا نظارہ کر کے ان کا دل سکون کے بیش بہا خزینے سے مالا مال ہوتا ہے، اس لئے تو فرماتے ہیں

دل کو کتنا سکون ملتا ہے

یاد کے اک نگار خانے میں ۲؎

اسحاق ؔوردگ بظاہر تو آزاد نظر آتے ہیں لیکن اصل میں یادوں کی قید میں ہیں۔ ان کو ماضی سے اس قدر محبت و عقیدت ہے کہ مستقبل کو بھی ماضی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بقول اسحاق ؔوردگ

"مجھے ماضی سے ہمیشہ سے محبت رہی ہے اتنی محبت کہ مستقبل کو بھی ماضی بنانے کی کوشش کی اور اس میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہا۔ آج بھی مجھے جیتے جاگتے آثار قدیمہ میں اپنائیت ملتی ہے جیسے میں ان زمانوں میں رہ چکا ہوں"۔ ۳؎

شاہراہ حیات پر بے شمار لوگ ملتے ہیں اور اپنے ہونے کا احساس دلا کر اچانک بچھڑ جاتے ہیں لیکن مختصر عرصہ تک ساتھ نبھانے والے بھی بسا اوقات دلوں میں گھر کر جاتے ہیں اور ان کی یادیں فریادیں بن کر زندگی کا لازم جز بن جاتی ہے۔ اسحاق ؔوردگ کی زندگی میں بھی ایسی ہستیاں گزری ہیں جن سے بچھڑنے کا دکھ انہیں اندر ہی اندر کھا رہا ہے۔ ان ہستیوں کی یادیں ان کے دل کی زمین میں اتنی دور تک اور مضبوطی سے جڑیں پھیلا چکی ہیں کہ اگر اس کو توڑنے یا اکھاڑنے کی کوشش کی جائے تو ساتھ میں دل کی زمین بھی جڑوں سے اکھڑنے لگتی

ہے۔یہی یادیں ان کے لئے باعث کشش ہیں،ان یادوں کی چادر تھان کر اسحاق وردگ زندگی کی دھوپ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس بارے میں ان کی ذاتی رائے ہے کہ

انسان دو دنیاوں میں سانس لیتا ہے۔ذات کے اندر اور ذات کے باہر لیکن میرے لئے
تیسری دنیا ماضی کی یادیں ہیں،اس لئے عام انسان کے لئے جب باہر اور ذات کے اندر
کی کشش ختم ہو جائے تو وہ خودکشی کی طرف جاتا ہے،میں ماضی کی طرف جاتا ہوں اس لئے
کہ ماضی کبھی اپنی کشش نہیں کھو سکتا"۔؁۴

مندرجہ بالا سطور کو پڑھ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ پرانی یادیں ان کی زندگی کا اندوختہ بن گئی ہیں اور ان ہی کے سہارے وہ حال میں زندہ ہیں۔ماضی کے دریچوں سے پچھلی زندگی میں جھانک کر وہ حال کی ناآسودگی کم کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ان کی شاعری میں خاص احباب سے بچھڑنے کا دکھ بول رہا ہے۔جن کی یاد میں رو رو کر ان کی آنکھوں کے آئینے دھندلے پڑ چکے ہیں۔ان یادوں کو زیست کا سرمایہ قرار دیتے ہوئے اسحاق وردگ فرماتے ہیں

؎ تمہاری یاد کو کیسے مٹاؤں؟
کہ باقی کچھ نہیں بچتا مجھ میں ؁۵

؎ کسی کی یاد کے بجھتے دیے پر
عجب شعلہ بھڑک اٹھا مجھ میں ؁۶

؎ وہ سارے چراغوں کو بجھا کر تو چلے ہیں
بس یاد کا ایک جلتا دیا بھول گئے ہیں ؁۷

پرانے دوستوں کو بھلاناان کے بس کی بات نہیں۔رات کے سمے جب آسمان کو تاریکی لپیٹ میں لے لیتی ہے ہر سو خاموشی کا راج چھا جاتا ہے تو اسحاق ؔوردگ کے اندر خاموشی بولنے لگتی ہے۔ان کے دل پر یادوں کی بارات اترنے لگتی ہے۔رات کی تاریکی میں فلک پر جابجا بکھرتے ستاروں کو دیکھ کر چپکے سے کوئی ان کی دھیان کی سیڑھیوں پر پاؤں دھرتا ہے۔ایسے میں اسحاقؔ وردگ خود سے سوال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں

؎وہ ستارے ہیں یا کہ چہرے ہیں

رات بھر ان کو دیکھتا ہوں میں ۸؎

شہر گل پُوش کے گل فروش اسحاقؔ وردگ کو یادیں بہت حسین لگتی ہیں،خاص طور پر جب رات کے وقت تن تنہا ہوتے ہیں تو یہ یادیں ان کے ذہن پر دستک دینے آجاتی ہیں۔ بچھڑے ہوؤں کی یادیں تنہائی اور خاموشی میں بھی ان کو تنہا نہیں چھوڑتیں اس کیفیت کو اسحاقؔ وردگ یوں زیب قرطاس کرتے ہیں

؎یاد کی طغیانیوں میں رتجگا

مستقل دل کی مدد کرتا ہوا۹؎

ان کی شاعری میں یادیں موج خون کی مانند رواں دواں ہے۔ محبوب سے بچھڑ کر ان کی زندگی لق دق صحرا کی مانند بن چکی ہے۔اسحاقؔ وردگ پل پل یادوں کے سناٹے روح میں محسوس کرتے ہیں۔ خصوصاًجب کوئی تہوار آتا ہے تب ان کو عزیز از جان چہرے ایک ایک کر کے یاد آنے لگتے ہیں جو گردش زمانہ کے ہاتھوں ان سے بچھڑ چکے ہیں ایسے موقع پر ان کی آنکھیں پرانے زمانے کی یادوں سے جھلملانے لگتی ہیں اور انہیں دنیا کی تمام رونقیں بے کار نظر آنے لگتی ہیں۔

؎عید کے روز رو رہا تھا میں

وہ بہت یاد آگیا تھا مجھے ۱۰؎

اسحاق وردگ بیتے ماہ وسال کو بدن کے لباس کی طرح خاص وقت کے بعد یاداشت سے اتارتے نہیں بلکہ یہ داغوں کے نشان کی طرح ان کی زندگی پر ہمیشہ کے لئے چپک گئے ہیں۔ان ہی یادوں کے ذریعے وہ اپنی ذات کے بکھرے ہوئے اجزا کی شیرازہ بندی کرتے ہیں۔ماضی کی یادیں ان کی تخلیقات میں الفاظ کی صورت ان کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتی ہیں

؎ اس کو تنہائی کے آسیب نے آگھیرا تھا

پھر اسے مل گئی تصویر پرانی میری ؎۱۱

ماضی کا ہر لمحہ نایاب اور قیمتی ہے ان اڑتے ہوئے لمحات کو مقید کرنا یا واپس لانا ناممکن ہے تاہم ان لمحات کی تعاقب میں جو لطف ہے وہ حال میں ممکن نہیں۔اسحاق وردگ بار بار ماضی کی صدا پر پلٹتے ہیں اور گزرے زمانوں کی یادوں سے غزلوں میں قوس وقزح کی طرح رنگ بکھیرتے ہیں۔

عصر حاضر کے لوگ اپنے اقدار، تہذیب، ثقافت اور رسوم ورواج کو بھولتے جارہے ہیں ان سب کو اپنی آنکھوں کے سامنے مٹتا ہوا دیکھ کر اسحاق وردگ کو پرانی تہذیب کی یاد ستانے لگتی ہیں۔بقول اسحاق وردگ

ایک ماضی فرد کا اور ایک ماضی سماج کا ہوتا ہے ان کے رنگ مختلف ہو سکتے ہیں، مزاج مختلف ہو سکتا" ہے تاہم کشش ایک جیسی ہوتی ہے۔ناسٹلجیا دراصل ذات کا نظام شمسی ہے۔اس نظام کے کئی ستارے اور سیارے ہیں۔کچھ ساکت کچھ جامد۔خواب، نفسیات، الجھنیں، خوف، خدشات، ہجر کے دکھ یہ سب اس نظام میں شامل ہیں۔یادوں اور ماضی کی یہ خاصیت ہے کہ یہ انسان کو یکسانیت بھری زندگی سے نکالتے ہیں۔ماضی راہ فرار نہیں راہ قرار ہے"۔ ؎۱۲

اس لئے تو اسحاق وردگ پرانی روایت نبھانے کے لئے قصہ خوانی کے چکر لگاتے ہیں

؎ ہم روایت نبھانے آتے ہیں

قصہ خوانی کے چائے خانے میں ۱۳؎

گئے وقت اور سادگی سے انہیں والہانہ عشق ہے۔ گزرا ہوا زمانہ ان کے لئے قیمتی متاع ہے۔ اسحاق وردگ کی شاعری ان کی زندگی کی یاداشتوں پر مبنی ہے۔ وہی تلخ و شیریں یادیں بار بار ان کے ذہن کی کھڑکیوں سے جھانکنے لگتی ہیں

؎ گئے وقتوں کی فلم چلتی ہے

شہر دل کے نگار خانوں میں ۱۴؎

اسحاق وردگ کا ماضی انفرادی نوعیت کا نہیں بلکہ پوری نسل کے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے اور اجتماعیت کا رنگ لئے ہوا ہے۔ مٹتی ہوئی تہذیب ان کو خون کے آنسو رلاتا ہے۔ قدیم دور اور قدیم تہذیب کے مٹنے کا نوحہ ان کے ہاں یوں موجود ہے

؎ قدیم دور کے منظر ہیں جاوداں میرے دوست

جدید عہد کے موسم ہیں رائیگاں میرے دوست ۱۵؎

پشاور ان کے ناسٹلجیا کا دائمی رنگ ہے۔ اس شہر کے ساتھ ان کی محبت عقیدت کا روپ دھارے ہوئے ہے۔ پشاور کی مٹتی ہوئی تہذیب پر وہ افسردہ لہجے میں کہہ اٹھتے ہیں

؎ گلیوں میں بھٹکتے ہوئے مانوس سے چہرے

مٹتی ہوئی تہذیب کے گھر ڈھونڈ رہے ہیں ۱۶؎

اسحاق وردگ گزرے دنوں کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں کیونکہ ماضی میں وہ بے فکری اور فراغت کے مزے لوٹ رہا تھا لیکن زمانہ حال میں پے درپے مشکلات کی وجہ سے وہ تھکاوٹ کا شکار ہیں اس لئے پرانی یادیں ان کی زخموں پر مرہم کا کام کرتی ہیں

؎ رشک آتا ہے اس زمانے پر

مستقل مجھ میں لاپتا تھا میں ۱۷؎

حوالہ جات

۱) تہمینہ ناز،الطاف یوسفزئی، مشمولہ: ناسٹلجیا کیا ہے، جرنل آف ریسرچ (اردو) شمارہ-۳۱ جون ۲۰۱۷،ص:۱۵۷۔

۲) اسحاق وردگ، شہر میں گاؤں کے پرندے،اعراف پرنٹرز،اردو بازار، محلہ جنگی پشاور، دسمبر ۲۰۲۱،ص:۴۷۔

۳) انٹرویو،اسحاق وردگ، ۱۳اپریل,۲۰۲۴ ,واٹس ایپ۔

۴)ایضاً

۵) اسحاق وردگ، شہر میں گاؤں کے پرندے،اعراف پرنٹرز،اردو بازار، محلہ جنگی پشاور، دسمبر ۲۰۲۱،ص:۴۷۔

۶) ایضاً

۷) ایضاً،ص:۱۴۵۔

۸) ایضاً،ص:۷۹۔

۹)ایضاً،ص: ۴۲۔

۱۰) ایضاً،ص:۱۰۷

۱۱) ایضاً،ص:۱۷۔

۱۲)انٹرویو،اسحاق وردگ، ۱۳اپریل ۲۰۲۴ ,واٹس ایپ۔

۱۳) اسحاق وردگ، شہر میں گاؤں کے پرندے،اعراف پرنٹرز،اردو بازار، محلہ جنگی پشاور، دسمبر ۲۰۲۱،ص:۴۷۔

۱۴)ایضاً،ص:۹۷۔

۱۵)ایضاً،ص:۱۲۸

۱۶) اسحاق وردگ، شہر میں گاؤں کے پرندے،اعراف پرنٹرز،اردو بازار، محلہ جنگی پشاور، دسمبر ۲۰۲۱،ص:۹۱۔

۱۷)ایضاً۔ ص:۱۰۴۔

References:

1) Tehmina Naz, Iltaf Yousafzai, (What is Nostalgia?)Journal of Research (Urdu), 3rd June, 2017.pg#157

2) Ishaq Wardag, Shehar mai Gawon ki Parendi, Araf Printers, Urdu Bazar, Muhallah Jangi Peshawar, December 2021, pg#47

3) Interview, Ishaq Wardag, 13 April, 2024

4) Ibid

5) Ishaq Wardag, Shehar mai Gawon ki Parendi, Araf Printers, Urdu Bazar, Muhallah Jangi Peshawar, December 2021, pg#74

6) Ibid, pg#74

7) Ibid, pg#145

8) Ibid.pg#79

9) Ibid, pg#42

10) Ibid, pg#107

11) Ibid, pg#71

12) Interview, Ishaq Wardag, 13 April, 2024

13) Ishaq Wardag, Shehar mai Gawon ki Parendi, Araf Printers, Urdu Bazar, Muhallah Jangi Peshawar, December 2021, pg#47

14) Ibid, pg#97

15) Ibid.pg#128

16) Ibid.pg#91

17) Ibid.pg#104